درس قرآن
محمد احمد حافظ

قصاص و دیت کا حکم

یَـا اَیُّھـا الَّـذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُتِبَ عَلَیۡکُمُ الۡقِصَاصُ فِی الۡقَتۡلٰی ط اَلۡـحُـرُّ بِالۡحُرِّ وَالۡعَبۡدُ بِالۡعَبۡدِ وَالۡاُنۡثٰی بِـالۡاُنۡثٰی فَمَنۡ عُفِیَ لَهٗ مِنۡ اَخِیۡهِ شَیۡءٌ فَاتِّبَاعٌۢ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ اَدَآءٌ اِلَیۡهِ بِاِحۡسَان ط ذٰلِکَ تَخۡفِیۡفٌ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَرَحۡمَة ط فَـمَنِ اعۡتَدٰی بَعۡدَ ذٰلِکَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِیۡم o وَلَـکُـمۡ فِی الۡقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰاُولِی الۡاَلۡبَابِ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡن.(البقرہ ۱۷۸، ۱۷۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے تم پر قصاص مقتولوں میں، آزاد کے بدلے آزاد اور غلام کے بدلے غلام اور عورت کے بدلے عورت، پھر جس کو معاف کیا جائے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ بھی تو فرماں برداری کرنی چاہئے دستور کے مطابق اور ادا کرنا چاہئے اس کو خوبی کے ساتھ، یہ آسانی ہوئی تمہارے پروردگار کی طرف سے اور مہربانی، پھر جو زیادتی کرے۔ اس فیصلہ کے بعد تو اس کے لیے عذاب ہے دردناک o اور تمہارے لئے قصاص میں بڑی زندگی ہے اے عقل مندو، تا کہ تم بچتے رہو o

یاددہانی: ہم یہاں آیت کے تحت تفسیر کے آغاز سے قبل یاددہانی کرادینا چاہتے ہیں کہ ہر قاری کو اس بات کا راسخ یقین کرلینا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ یـاایھـا الذین اٰمنوا کہہ کر اہل ایمان کو مخاطب فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو کوئی شرعی حکم بتایا جا رہا ہے۔ اس لیے کہ ایمان ہی ایک ایسا وصفِ عظیم ہے جو کسی فعل کے اچھے یا برے کی پہچان کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ''اے ایمان والو!'' کہہ کر مخاطب فرماتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ''اہل ایمان'' خاص لوگ ہیں جنہیں ہر حال میں ایمانی تقاضوں پر عمل کرنا ہے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں جابجا اہل ایمان کو ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جن میں مؤمنین کے لئے خیر ہی خیر ہے اور ایسی باتوں سے منع فرماتے ہیں جن میں شر یقینی طور پر سرایت کر چکا ہے۔

قصاص کی فرضیت: کتب علیکم القصاص الخ قصاص کے لغوی معنی برابر کرنا اور مماثل کرنا کے ہیں، شرعی اصطلاح میں اگر کسی شخص نے کسی کو قتل کیا یا زخمی کیا تو اس سے بدلہ لینے کو قصاص کہتے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں دستور تھا کہ یہود اور اہل عرب شریف النسب لوگوں کے غلام کے بدلے کم تر درجہ لوگوں کے آزاد کو قتل کیا کرتے تھے۔ یا عورت کے بدلے مرد کو یا مرد کے عوض میں عورت کو قتل کر کے سمجھتے تھے کہ انصاف اور عدل کا تقاضا پورا ہو گیا۔ یہ معاملہ سخت ترین فتنہ وفساد کا موجب بنتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے ذریعے اس دستور کی اصلاح فرمادی اور حکم دیا کہ سزا صرف قاتل کو ملے گی چاہے وہ غلام ہو یا آزاد کسی بے گناہ کو بدلے میں قتل نہیں کیا جائے گا۔

دیّت کی ادائیگی:فَمَنْ عُفِیَ لَهُ الخ اس آیت میں دیت کی ادائیگی کا حکم اور طریق کار بتلا دیا کہ اگر کسی قاتل کو مقتول کے ورثاء متعین مال کے عوض معاف کر دیں تو پھر مسلمان کا فرض ہے کہ دیت کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے۔ اگر مقتول کے ورثاء قاتل کی مکمل معافی کا اعلان کر دیں یعنی نہ قصاص لیں اور نہ ہی دیت تو یہ بھی درست ہے مگر اس کے لئے قاتل کی طرف سے دھمکی اور دھونس کا معاملہ نہیں ہونا چاہئے۔ نرمی اور صبر کا مظاہرہ کرنا چاہئے اسی طرح مقتول کے ورثاء نے اگر قاتل سے دیت وصول کرنی ہو تو ڈرانا دھمکانا جائز نہیں۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے آیت میں ’’مِنْ اخیه‘‘ (اس کے بھائی کی طرف سے) ارشاد فرمایا ہے، قربان جایئے کہ قتل وقتال جیسے ہول ناک معاملے سے پیدا ہونے والے ممکنہ فتنہ وفساد اور آتش انتقام کو کس طرح رفع فرمایا جا رہا ہے۔ ’’اخیه‘‘ فرما کر بتایا جا رہا ہے کہ اگر چہ یہ قتل کا معاملہ ہے مگر مجرم ہے تو تمہارا اسلامی بھائی۔ سوچنا چاہئے کہ اگر کسی کو بھائی تصور کر لیا جائے تو اس کے متعلق انتقامی جذبات باقی رہ سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی رحمت: ذلک تخفیف من ربکم الخ یہ تخفیف یعنی معافی تلافی یا دیت یعنی قاتل کی جان بچا کر دیت کی ادائیگی کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے۔ قرطبی میں ہے کہ اہل تورات کے ہاں بدلہ قتل تھا، دیت یا معافی بالکل نہیں تھی۔ اہل انجیل یعنی عیسائیوں کے ہاں قتل یا دیت نہیں تھی، محض معافی تھی، مگر اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ علی صاحبها الصلوٰۃ والسلام پر فضل فرمایا کہ اس کے لیے تینوں باتیں روا رکھی گئیں، بدلے میں قتل، دیت یا معافی، ان میں سے جانبین جس پر راضی ہو جائیں درست ہے، یہی ہمارے لئے آسانی اور رحمت ہے۔

قصاص ودیت کا حکم: ولکم فی القصاص حیٰوۃ الخ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مؤمنین کو بتلایا ہے کہ قصاص میں تمہارے لئے زندگی ہے۔ دراصل یہ ایک ایسا شرعی حکم ہے جس پر اسلامی معاشرے کے قیام وبقا کا دارومدار ہے۔ یہ حدود اللہ میں سے اہم ترین حد اور اسلام کے نظامِ عدل وانصاف کا بہت بڑا ستون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قصاص میں زندگی کا راز پوشیدہ فرما دیا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آسمانی بارش زمینوں کو سیراب کر کے انہیں زندگی بخشتی ہے، پودوں اور کھیتوں کو غذا عطا کرتی ہے اور مخلوقِ خدا کو راحت پہنچاتی ہے اسی طرح حد قصاص حیات انسانی کی حفاظت فرماتی ہے۔ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ’’قصاص کی مشروعیت یعنی قاتل کو قتل کر ڈالنے میں عظیم الشان حکمت ہے اور وہ جان کی حفاظت اور اس کی بقاء ہے، اس لیے کہ جب قاتل کو اس بات کا یقین ہو جائے گا کہ وہ بھی قصاص میں قتل کیا جائے گا تو وہ اپنے ارادہ جرم سے باز آ جائے گا اور اس طرح یہ چیز لوگوں کے لئے ’’حیات‘‘ بن جائے گی...... ابوالعالیہ کا بھی ایسا ہی بیان ہے کہ: ’’کتنے لوگ ہیں جو ارادۂ قتل کرتے ہیں مگر محض اس خوف سے باز آ جاتے ہیں کہ پھر وہ بھی بدلے میں قتل کئے جائیں گے۔‘‘

اسلام میں انسانی جان کی اہمیت: امن وسلامتی کے بنیادی اجزاء یہ ہیں کہ جان محفوظ ہو، عزت وآبرو پر کوئی ہاتھ نہ ڈالے، جائیداد اور اموال محفوظ رہیں، عقل سلامت رہے۔ اسلام سے قبل خون ریزی عام تھی، معمولی رنجش پر ہزاروں لوگ

تہ تیغ کر دیئے جاتے تھے، عورتوں، بچوں، بچیوں کو قتل کر دینا معمولی بات تھی۔ ذیل کی آیات میں اسی قتل عام کی روک تھام کے لئے شرعی قانون صادر فرمایا گیا اور اس بات کو سخت ناپسند فرمایا گیا کہ کوئی انسان ظلماً قتل کر دیا جائے اور قاتل سے بدلہ نہ لیا جائے بلکہ وہ دندناتا پھرے۔ چناں چہ جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص عمداً قتل کرے اس میں قصاص ہے اور جو قصاص میں حائل ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اس کا غضب ہے۔ نہ اس سے اس باب میں فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ کوئی سفارش۔'' (جمع الفوائد)

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا: ''جس شخص کی سفارش اللہ کی حدود میں سے کسی حد میں رکاوٹ بنے (تو وہ ایسا ہے) کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کی مخالفت کی۔'' (مشکوٰۃ)

نیز فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی قائم کی ہوئی حدود میں سے کسی ایک حد کا قائم کرنا شہروں میں چالیس رات بارش سے زیادہ نفع بخش ہے۔'' (مشکوٰۃ۔ کتاب الحدود)

غور کرنا چاہئے کہ اگر قصاص کا قانون نہ ہوتو پورا عالم تہس نہس ہو اور انسان ایک دوسرے کو کاٹنے میں دریغ نہ کرے جیسا کہ آج کے پرآشوب دور میں ہو رہا ہے، چوں کہ اکثر و بیشتر مسلم ممالک میں کافرانہ جمہوری نظام نافذ ہے اور اس نظام کے تحت چلنے والی عدالتیں عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بجائے ان کا خون کرتی ہیں، قاتل کو اس کے جرم کی قرار واقعی سزا نہیں دی جاتی جس سے مقتول کے ورثاء میں انتقامی جذبات پیدا ہوتے ہیں اور قتل وغارت کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور چوں کہ یہ فترت کا دور ہے اور کہیں بھی خلافت اسلامیہ قائم نہیں کہ وہ حدود اللہ کو قائم کر کے مجرموں کو قرار واقعی سزا دے اس لئے کفار و مشرکین بے خوف وخطر مسلمانوں کا قتل عام روا رکھے ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ قیامِ خلافت اسلامیہ کے لیے امکانی حد تک لازمی کوشش کرے تا کہ دنیا اسلام کے نظامِ عدل سے فیض یاب ہو سکے۔

الہدیٰ

- ایمان والوں پر قصاص و دیت کا قانون لازم کیا گیا ہے۔ اس قانون سے سرتابی عذاب الیم کا سبب ہے۔
- سزاؤں میں بدلہ بقدر جرم ہونا ضروری ہے۔ زیادتی بجائے خود ظلم ہے۔
- قرآنی حکم کے مطابق سزا صرف اس کو ملے گی جس نے قتل کیا ہے۔ یہ نہیں کہ قتل وڈیرہ کرے اور جیلوں کے دھکے کھانے کے لیے کم حیثیت کے لوگوں، مزارعوں کو قانون کے سپرد کر دیا جائے۔
- جو شخص حدود اللہ کے قیام میں رکاوٹ بنے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور لعنت کا حق دار ہے۔
- مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ حدود اللہ کے قیام کے لیے خلافت اسلامیہ کے قیام اور شرعی نظام کے نفاذ کی عملی جدوجہد کریں تا کہ حیات انسانی کو محفوظ بنایا جا سکے۔